دار الافتاء ۱۸۵۵

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل حق مسئلہ ھذا کے بارے میں

ہماری فرم کا سیمنٹ کا کاروبار ہے۔ گزارش ہے کہ کچھ ہمارے ڈیلرز ہیں جو کہ قادیانی ہیں۔ بعد ان کے ساتھ اکثر لین دین میں قرض کا معاملہ بھی رہتا ہے۔ سلسلے کے کچھ علماء سے تحقیق کی تو انہوں نے تو سختی سے قادیانیوں کے ساتھ لین دین سے منع کیا۔ مگر ہماری فرم کے بعض افراد کا کہنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بھی تو یہود و نصاریٰ بعد مشرکین کے ساتھ معاملات کئے ہیں تو ازراہ کرم آپ دلائل کے ساتھ مسئلہ ھذا کا جواب دیں۔

(1) ان کے ساتھ کاروباری معاملات جائز ہیں یا نہیں

(2) اگر جائز ہے تو ان کے سلام کا جواب یا ابتداءً سلام دے سکتے ہیں۔

(3) ان کے پاس چائے، بوتل یا کھانا کھا سکتے ہیں

(4) ہماری فرم کے مارکیٹنگ حضرات کا کہنا ہے کہ ان کے ساتھ رابطہ ڈرائیور کرتے ہیں ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہیں تو ہم یا ڈرائیور کے ذریعے معاملات کر سکتے ہیں؟ لیکن اگر ریٹ کا اتار چڑھاؤ ہو تو مارکیٹنگ والے 5٪ ریٹ بھی رابطہ کرتے ہیں۔

(جواب منسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱،۴)۔۔۔واضح رہے کہ قادیانی افراد باجماع امت کافر ہیں، مگر اپنے عقائد کفریہ میں غلط تاویلات کر کے اپنے آپ کو مسلمان قرار دیتے ہیں، لہٰذا وہ زندیق ہیں، اور زندیق چونکہ اپنے اسلام میں تلبیس کرتا ہے اس لئے وہ عام کافروں سے زیادہ خطرناک ہے اور زندیقوں سے ایسے تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے جن سے ان کے دعوائے اسلام کی تصدیق یا ہمت افزائی ہوتی ہو، یا ان کے کفر میں اشتباہ پیدا ہوتا ہو، یا ان کی خلافِ اسلام سازشوں میں مدد ملتی ہو۔

عام کفار کے ساتھ خرید و فروخت، شرکت اور دیگر معاملات کے بارے میں اسلام کا اصول یہ ہے کہ حاجت کے وقت ان سے تجارتی معاملات کر سکتے ہیں، لیکن جب کوئی دوسری صورت ممکن ہو مثلاً مسلمان تاجر سے معاملہ کیا جاسکتا ہو تو پھر کفار سے معاملہ نہیں کرنا چاہیئے۔

یہ تو عام کفار کا حکم ہے اور قادیانی چونکہ ان کے مقابلہ میں اسلام اور مسلمانوں کیلئے زیادہ خطرناک ہیں اس لئے ان کے ساتھ معاملہ کرنے سے اور زیادہ بچنا چاہیئے، اور کچھ بعید نہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کو کوئی دنیوی نقصان پہنچائیں، نیز ان ساتھ تجارتی معاملہ کرنا غیرتِ ایمانی کے بھی خلاف ہے۔

لہٰذا ان مفاسد کی وجہ سے قادیانیوں کے ساتھ حتی الامکان خرید و فروخت اور تجارتی معاملات سے مکمل پرہیز کرنا چاہیئے خصوصاً اس وقت جبکہ مسلمانوں کے ساتھ یہ معاملات کئے جا سکتے ہوں (ماخذہ التبویب: ۲۴/۱۰۹۹)

(۲)۔۔۔ان کو ابتداءً سلام نہیں کرنا چاہیئے، اگر یہ لوگ سلام کریں تو جواب میں صرف "وعلیکم" کہہ دیا جائے یا "ھداک اللہ" کہہ دینا چاہیئے۔

(۳)۔۔۔ان کے ساتھ چائے یا بوتل پینا اسی طرح ان کے ہاں کھانا کھانا محبت کی علامت ہے اور ان سے محبت ناجائز ہے، نیز اس میل جول سے قادیانیوں کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہو جاتا ہے اور ان کے کفر کی برائی دل سے نکل جاتی ہے، نیز اس قسم کے معاملات میں یہ قباحت بھی ہے کہ عام مسلمان قادیانیوں کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھنے لگتے ہیں، اسی طرح قادیانیوں کو اپنا جال پھیلانے کے مواقع ملتے ہیں، لہٰذا ان کے ساتھ اختلاط کرنے میں عام کافر کے مقابلے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ (ماخذہ التبویب: ۴۹/۱۴۱۹)

Scanned by CamScanner

تفسير القرطبي (٩/ ٩٢)

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ (١١٣)

قوله تعالى : { ولا تركنوا }قال ابن جريج : لا تميلوا إليهم قال أبو العالية : لا ترضوا أعمالهم

{ إلى الذين ظلموا } قيل : أهل الشرك وقيل : عامة فيهم وفي العصاة على نحو قوله تعالى : { وإذا رأيت الذين يخوضون في آياتنا } (الأنعام : ٦٨) الآية وقد تقدم وهذا هو الصحيح في معنى الآية وأنها دالة على هجران أهل الكفر والمعاصي من أهل البدع وغيرهم فإن صحبتهم كفر أو معصية إذ الصحبة لا تكون إلا عن مودة وقد قال حكيم : (عن المرء لا تسأل وسل عن قرينه ... فكل قرين بالمقارن يقتدي)

الفتاوى الهندية (٥/ ٣٢٥)

وأما التسليم على أهل الذمة فقد اختلفوا فيه قال بعضهم: لا بأس بأن يسلم عليهم، وقال بعضهم: لا يسلم عليهم، وهذا إذا لم يكن للمسلم حاجة إلى الذمي، وإذا كان له حاجة فلا بأس بالتسليم عليه، ولا بأس برد السلام على أهل الذمة، ولكن لا يزاد على قوله وعليكم، قال الفقيه أبو الليث – رحمه الله تعالى –: إن مررت بقوم وفيهم كفار فأنت بالخيار إن شئت قلت: السلام عليكم وتريد به المسلمين، وإن شئت قلت: السلام على من اتبع الهدى، كذا في الذخيرة.............والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ
مفتی دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
٢٣ / ربیع الثانی/١٤٣٨ھ
22/ جنوری/2017ء

محمد تقی رضوانی
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
٢٣/ربیع الثانی /١٤٣٨ھ
22/جنوری/2017ء

الجواب صحیح
٢٣-٤-١٤٣٨ھ

الجواب صحیح
٢٣/٤/١٤٣٨ھ

الجواب صحیح
٢٤/٤/١٤٣٨ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ٨٢/١٨٥٨
٢٥/ ٤/ ١٤٣٨ھ